يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالاً طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ.
إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ. (البقرہ: ۱۶۸ / ۱۶۹)

”اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے وہ تم کو انہی باتوں کا حکم دیگا جو بری اور گندی ہیں، اور یہ کہ اللہ پر وہ باتیں جھوٹ لگاؤ جن کو تم نہیں جانتے“۔ (قرآن)

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۱۴

اسلام اور رزق حلال

مولانا ارشد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند ۱- بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اور رزق حلال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّبًا وَلاَ تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِيْنٌ. إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُوْلُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لاَ تَعْلَمُوْنَ﴾.

(البقرہ: ۱۶۸/ ۱۶۹)

''اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے وہ تم کو انہی باتوں کا حکم دیگا جو بری اور گندی ہیں، اور یہ کہ اللہ پر وہ باتیں جھوٹ لگاؤ جن کو تم نہیں جانتے''۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلاَلاً طَيِّبًا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ. (المائدة: ۸۸)

''اور اللہ نے تم کو جو چیزیں دی ہیں ان میں سے حلال پاک چیزیں کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو''۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے بتایا ہے کہ اے لوگو ہم نے زمین میں جو چیزیں پیدا کی ہیں وہ تمہارے لئے پیدا کی ہیں ان کو کھاؤ، برتو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پاک حلال ہوں اگر ہم نے اس کو تمہارے لئے حرام کر دیا تو اس کو کھانے کی اور برتنے کی اجازت نہیں ہے۔

حرام چیزیں دو طرح کی ہیں:......ایک تو وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن کسی مصلحت سے پیدا کرنے والے نے اس کا کھانا حرام

بھی کر دیا، جیسے بہنے والا خون یا خنزیر (سور)۔

دوسری وہ چیز ہے جو اصل میں حلال تھی لیکن آدمی نے خود اس کو حرام بنا لیا جیسے چوری کا مال یا جھوٹ بول کر دھوکہ دیکر کمایا ہوا مال جو اصل میں حلال تھا لیکن اس آدمی نے ناجائز طریقہ سے اس کو حاصل کیا اور اپنے لئے حرام بنالیا قرآن کہتا ہے کہ ہر حرام سے بچو اور حلال ہی کو برتو اور کھاؤ۔

''اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے''

مطلب یہ ہے کہ وہی تمہارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور مال کی محبت پیدا کرتا ہے اور اس کے انجام سے تم کو غافل کر دیتا ہے مؤمن اور سچے مسلمان کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ ہر کام سے پہلے اپنی آخرت اور حساب وکتاب کو سامنے رکھتا ہے لیکن شیطان انسان کا ایسا دشمن ہے کہ وہ دل میں وسوسہ ڈال کر مال کی محبت میں ایسا اندھا بنا دیتا ہے کہ وہ اپنی آخرت اور حساب وکتاب کو بالکل بھول جاتا ہے اور مؤمن کی آخرت کی بربادی سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔

''بے شک شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے'' کہہ کر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو اسی طرف متوجہ فرما رہے ہیں کہ اللہ اپنی کتاب قرآن میں تم کو حلال روزی کمانے اور حلال رزق کھانے کا حکم دیتا ہے تم اسی حکم کو اپنی زندگی میں بسا لو اور حلال وحرام سے آزاد ہو کر اور دنیا کی محبت میں آخرت سے اندھے ہو کر زندگی نہ گزارو۔ کیونکہ تمہارا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر شیطان لعین کے راستہ پر چلنا ہوگا جو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اس کا بتایا ہوا ہر راستہ تمہاری آخرت کو برباد کرنے والا اور اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا اور اللہ کے عذاب سے قریب کرنے والا ہے، کیونکہ:

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا﴾. (البقرہ: ۲۶۸)

''شیطان تم کو محتاجگی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی (بری بات) کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے گناہوں کی بخشش اور زیادہ دینے کا''۔

مطلب یہ ہے کہ شیطان تم کو اللہ کے راستہ میں پیسہ خرچ کرنے سے ڈراتا ہے اگر خرچ کروگے تو تمہارا مال کم ہوجائے گا تمہارے بچے اور تم محتاج ہوجاؤ گے اس لئے تم جو کچھ محنت کر کے کمائے ہو اس کو جمع کر کے رکھو ماں باپ عزیز رشتہ دار فقیر محتاج اور ضرورت مند پر خرچ نہ کرو نہیں تو تم خود فقیر ہوجاؤ گے، یہ تو دشمن شیطان کی طرف سے دل میں بری بات ڈالی جاتی ہے اور اللہ جو اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے وہ وعدہ کرتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا اللہ کا ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ وہ خوش ہوکر خرچ کرنے والے کے گناہ بھی معاف کرتا ہے اور خرچ کے بدلہ میں مال میں زیادتی بھی کرتا ہے۔

اس بات پر توجہ کرنی ضروری ہے کہ حرام کمانا اور کھانا آدمی کے دل سے خوف خداوندی اور فکر آخرت کو نکال دیتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ حرام کھانے والے آدمی کی کسی بھی عبادت کے لئے قبولیت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی دعا بھی مقبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے مستجاب الدعوات (مقبول دعا والا) بنا

دے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کھانے کو حلال کر لے مستجاب الدعوات بن جائے گا'' اور فرمایا کہ جس اللہ کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ''جس آدمی نے حرام لقمہ پیٹ میں ڈال لیا تو چالیس روز تک اس سے (کوئی عبادت) قبول نہیں کی جائے گی اور فرمایا کہ جو گوشت مال حرام اور سود سے بڑھا ہے جہنم کی آگ اس سے زیادہ قریب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حرام کھانے والے شخص کی کوئی عبادت اللہ کے یہاں مقبولیت حاصل نہ کر سکے گی یہی نہیں بلکہ اس کی کوئی دعا بھی شرف قبولیت حاصل نہ کر سکے گی، اس کی وجہ یہی ہے کہ جب آدمی کے جسم میں طاقت حرام کھا کر آتی ہے تو وہ اس حرام سے بنی طاقت کا جہاں بھی استعمال کر رہا ہے اللہ کے یہاں وہ ناقابل التفات ہے یہاں تک کہ وہ دعا مانگتے ہوئے جن ہاتھوں کو اٹھا رہا ہے جس زبان سے مانگ رہا ہے اللہ جانتا ہے کہ جو خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے وہ حرام کمائی سے دوڑ رہا ہے اس لئے قابل التفات نہیں ہے۔

اسی لئے قرآن نے کہا ہے ''بے شک شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے'' یعنی تمہاری آخرت کا آباد ہونا اعمال صالحہ کا کرنا اور گناہوں سے بچنا اس کے لئے بہت تکلیف دینے والی چیز ہے کیونکہ وہ تمہارا دشمن ہے، پھر ایک دشمن تو وہ ہوتا ہے جو چھپ کر حملہ کرتا ہے اور دوست بنکر آدمی کے ساتھ رہتا ہے شیطان تو ایسا دشمن ہے جو ہمیشہ سے ڈنکے کی چوٹ پر آدمی کی دشمنی کا اعلان کر کے دنیا میں آیا ہے قرآن میں اللہ سورہ نمبر ۷/ آیت نمبر ۱۶/ ۱۷/ ۱۸/ میں بیان فرماتا ہے کہ شیطان کی نافرمانی کیوجہ سے اس کو ذلیل وخوار کر کے جنت سے نکل جانے کا حکم اللہ نے دیا تو شیطان نے اللہ سے قیامت تک کی زندگی کی بھیک مانگی اللہ نے اس کی مراد پوری کر دی تو

اس کے تیور بدل گئے اور اللہ سے کہا کہ:

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾.

(الأعراف: ١٦/١٧)

''میں قسم کھاتا ہوں چونکہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے تو میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں آپ کے سیدھے راستہ پر پھران پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں زیادہ تر لوگوں کو احسان ماننے والا نہ پائیں گے''۔

شیطان کی اس بد بختانہ جسارت پر اللہ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ:

﴿اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ﴾.

(الأعراف: ١٨)

''یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا، ان میں سے جو کوئی تیرے راستہ پر چلے گا تو میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا''۔

قرآن شریف نے اس مضمون کو سورہ نمبر ١٥/ آیت نمبر ٢٨ تا ٤٤/ اور سورہ نمبر ١٧/ میں آیت نمبر ٦١ تا ٦٥ اور سورہ نمبر ٣٨/ آیت نمبر ٧١ تا ٨٥ میں بار بار ذکر کیا ہے چونکہ دنیا کے آباد ہونے سے پہلے ہی شیطان لعین نے زمین وآسمان کے بنانے والے اللہ کے سامنے آدمی سے اپنی سخت دشمنی کا اظہار کیا تھا اس لئے اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا چھپا ہوا نہیں کھلا ہوا دشمن ہے، اسی طرح ایک حدیث میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے:

﴿قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِکَ يَا رَبِّ، لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَکَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْسَادِهِمْ قَالَ الرَّبُّ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ﴾.

(مسند أحمد)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے کہا کہ اے رب میں تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ جب تک تیرے بندوں کے جسم میں جان رہے گی ان کو تیرے سیدھے راستہ سے بھٹکاتا رہوں گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ جبتک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے میں ان کے گناہوں کو معاف کرتا رہوں گا''۔

قرآن کی آیتیں اور مذکورہ حدیث اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ آدمی سے شیطان کی دشمنی آج کی نہیں ہے بلکہ ہمارے باپ حضرت آدم کے زمین میں آنے سے پہلے سے ہے، دوسری چیز یہ بھی واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ شیطان چھپا ہوا نہیں کھلا ہوا دشمن ہے جو اللہ کے سامنے آدمی کی اخروی بربادی کا دعویٰ کر کے آیا ہے۔

چونکہ حرام کمائی اور حرام کھانا اسی طرح حرام کام کرنا آدمی کے لئے اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے اللہ نے جہاں آدمی کو خود حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے اپنی اولاد پر بھی حرام مال کو خرچ کرنے سے روکا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے دس چیزوں کا حکم دیا ہے، ان میں سے ایک حکم یہ بھی ہے:

﴿أَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِکَ مِنْ طَوْلِکَ﴾ ''اپنے بچوں پر بہترین مال خرچ کر''۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح تجھ پر لازم ہے کہ حرام لقمہ تیرے پیٹ میں جانے نہ پائے اسی طرح اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے گھر میں ایمان واسلام کی روشنی رہے تو اپنی اولاد کے پیٹ کو بھی حرام رزق سے بچا، اس لئے جو ماں باپ حرام کھلا کر اپنے بچوں کو جوان کریں گے تو اس سے اسلام ایمان اور خدا ترسی کو توقع رکھنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں، جس کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ اولاد کو حرام رزق سے پالنے والے کے گھر میں اسلام کی روشنی اور اس کی نسل میں ایمان کی زندگی باقی نہیں رہے گی، اور اس محرومی کا سبب ہمیشہ کے لئے وہی بدنصیب ماں باپ ہوں گے جنھوں نے حرام کمایا تھا اور اولاد کو حرام کھلایا تھا۔

اس لئے ہر آدمی کو آخرت کی بربادی سے بچنے کے لئے اور اپنی آنے والی نسلوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے نیز اپنے اللہ کی عبادت اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بنیادی طور پر پوری تندھی کے ساتھ حلال روزی حاصل کرنی چاہیئے اور رزق حرام سے بہر صورت بچنا چاہیئے، تاکہ اللہ کے قہر سے محفوظ رہتے ہوئے دنیا میں اس کی رحمت اور آخرت کا مستحق بن سکے۔

کیونکہ حرام کھانے سے رذیل اور گندے اخلاق پیدا ہوتے ہیں عبادت میں جنت کا ذوق جاتا رہتا ہے، دعا قبول نہیں ہوتی اللہ کا اور آخرت کا خوف دل سے نکل جاتا ہے اور رزق حلال سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اخلاق فاضلہ سے رغبت پیدا ہوتی ہے عبادت میں دل لگتا ہے گناہ سے دل گھبراتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔